رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو قادیان دارالامان سے نکلتا ہے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

بخدمت شیخ حبیب الرحمٰن صاحب عامر طبیہ شفاخانہ ریاست پٹیالہ

بخدمت شیخ حبیب الرحمٰن صاحب عامر طبیہ شفاخانہ ریاست پٹیالہ

بدر

قادیان

ایڈیٹر۔ میر قاسم علی احمدی

جلد ۱۸ | قادیان مورخہ ۲۱ اکتوبر ۱۹۳۳ء مطابق یکم رجب ۱۳۵۲ھ | نمبر ۲۷

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلسلہ کی خبریں

(۱) ہفتہ زیر اشاعت میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی رہی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک ؛

(۲) بینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن فیروزپور کے اجلاس مورخہ ۱۵ اکتوبر ۳۳ء میں مندرجہ ذیل ریزولیوشنز باتفاق رائے پاس ہوئے:۔

(الف) احمدیہ ایسوسی ایشن فیروزپور کا یہ اجلاس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظموں کا ریکارڈ میں مزامیر کیساتھ لگائے جانے کے فعل شنیع کے خلاف جو کہ دی گراموفون کمپنی لمیٹڈ بمبئی سے سرزد ہوا ہے۔ پر درد اور زوردار صدائے احتجاج بلند کرتا ہوا گورنمنٹ کو متوجہ کرتا ہے۔ کہ وہ اپنی رعایا کے مذہبی جذبات کا لحاظ کرتی ہوئی ایسے فتنہ انگیزی کے افعال کا بلا از جلد تدارک کرے یعنی ایسے ریکارڈوں کو فوراً ضبط قرار دے جن سے کہ ایک بڑی جماعت کے دلوں کو ٹھیس لگنے کا (باقی صفحہ ۱۵ کالم ۳ پر)

احراریوں کی غلط بیانی کی تردید

ہم اہلسنت والجماعت واہل ہنود ساکنان قادیان مغلاں کو اخبارات سے یہ خبر معلوم کرکے نہایت تعجب ہوا ہے۔ کہ قادیان میں جماعتِ احرار قائم ہوگئی ہے۔ اور یہ کہ وہاں ان کا کوئی دفتر ہے۔ اور باقاعدہ والنٹیرز کور بھی قائم ہوگئی ہے۔ اس خبر میں بالکل صداقت نہیں ہے۔ اس لئے ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ کہ اس غلط خبر کی تردید کردیں۔ اور اصل واقعہ پبلک کے سامنے پیش کریں ؛

مورخہ ۶ اکتوبر ۱۹۳۳ء کو دو نوجوان آئے۔ اور بیان کیا کہ ہم احرار اسلام کی طرف سے بھیجے گئے ہیں۔ چونکہ قادیان کی اہل السنت والجماعت جن کی مسجدیں اگر وہ ٹھہرے تھے احرار کی سرگرمیوں کو مسلمانوں کے خلاف سمجھتے ہیں۔ اس لئے ہم نے ان کو کہا۔ کہ مسجد عبادت کے لئے ہے۔ چونکہ ایسی کارروائیوں سے فتنہ وفساد ہوتا ہے۔ اس لئے آپ مسجد سے چلے جائیں۔ لہذا وہ دونو صاحب چلے گئے۔ اس کے سوا اور کوئی واقعہ نہیں ہوا۔ احرار کا قادیان میں نہ کوئی دفتر ہے۔ نہ لنگر خانہ اور نہ کوئی جماعت ؛

خاکسار

خواجہ عزیز احمد ولد امام دین سیکرٹری اہل سنت جماعت قادیان۔ بقلم خود۔ میاں عبداللہ بقلم خود قادیان۔ خیرالدین ولد علی بخش قادیان بقلم خود جماعت اہل سنت۔ حسین بخش درزی قادیان۔ دھنی رام ٹھیکہ دار افیون وپوست قادیان بقلم خود۔ کرم دین رنگریز (انگوٹھا)۔ بقلم خود شیخ عبدالحق۔ شیخ عبدالعزیز قادیان نشان انگوٹھا مستری مہتاب دین قادیان۔ سیٹھ پیارے لعل صراف قادیان بقلم خود۔ شیخ عزیزالدین بقلم خود۔ عبداللہ قصاب قادیان (انگوٹھا) سردار کشن سنگھ قادیان (انگوٹھا) چوہدری عبدالرحمٰن سربراہ نمبردار قادیان بقلم خود ؛

(باقی صفحہ ۱۵ کالم ۳ پر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عارف والا میں اسلام کی عظیم الشان فتح

— اور: —

آریہ سماج کو شکست فاش

غیر مذاہب کے مقابل میں اہل اسلام ایک ہیں

مورخہ ۶-۷-۸ر اکتوبر ۳۳ء کو آریہ سماج عارف والا کا سالانہ جلسہ تھا۔ جلسہ سے پیشتر چند روز پہلے اشتہارات کے ذریعے اعلان ہو چکا تھا۔ جلسہ پر بڑے بڑے آریہ ودوان چرنجی لال پریم اور پنڈت دھرم بیر جیسے تشریف فرما تھے۔ ان کے علاوہ چھ سات پرچارک اور بھجنیک بھی آئے ہوئے تھے۔ غرض جلسہ ظاہری شان و شوکت کے ساتھ سجایا گیا۔ جلوس وغیرہ نکالے گئے۔ چونکہ آریہ سماج کی عادت ہے۔ کہ خواہ کوئی کسی قسم کا جلسہ بھی ہو۔ اس میں ضرور دیگر مذاہب مثلاً سناتن دھرم اور اسلام کے خلاف کسی نہ کسی رنگ میں ضرور کچھ کہہ جاتے ہیں۔ اور چرنجی لال پریم جیسوں نے تو اپنی زندگی اسی لئے وقف کر رکھی ہے۔ دیگر مذاہب کے خلاف عموماً اور اسلام کے خلاف خصوصاً تقاریر اور تحاریر کرتے رہتے ہیں۔ اس لئے جماعت احمدیہ عارف والا (جو کہ ان کی ابتدا سے واقف ہے) نے حفظ ماتقدم کے طور پر مہاشہ محمد عمر صاحب مولوی فاضل اور چوہدری غلام احمد صاحب احمدی ایڈووکیٹ پاکپٹن کو منگا رکھا تھا۔

مورخہ ۷ و ۸ اکتوبر ۳۳ء کی درمیانی رات نو بجے مہاشہ چرنجی لال پریم ایڈیٹر گوپی مسافر نے سماج مندر میں حسب پروگرام لیکچر دیا۔ لیکچر کیا تھا۔ اسلام اور بانئے اسلام کے خلاف زہر اگلا جا رہا تھا۔ جلسہ میں ہندو۔ سکھ اور مسلمان پبلک موجود تھی۔ پریم صاحب کے لیکچر نے مسلمانوں کے دلوں کو سخت مجروح اور سماج کے علاوہ دیگر پبلک کو متنفر کیا۔ اہل اسلام نے اگلے روز صبح ہی بذریعہ تحریر آریہ سماج سے وقت مانگا۔ تاکہ پریم صاحب کے اعتراضات کا جواب دیا جائے۔ لیکن آریہ سماج نے ٹال مٹول کر کے وقت دینے سے انکار کر دیا۔ مسلمانوں نے اگلے روز ۸ر اکتوبر کی شام کو علیحدہ جلسہ کا انتظام کیا۔ اور اعلان کرا دیا۔ کہ مہاشہ محمد عمر صاحب مولوی فاضل آریہ سماج کے اعتراضات کا جواب اور اسلام کی خوبیاں بذریعہ تقریر مسجد میں بیان فرمائیں گے۔ تقریر کے بعد معترضین کو اعتراضات کا موقع دیا جائیگا:

مہاشہ صاحب نے خدا کے فضل اور اپنی خداداد لیاقت سے ایسی امن پسند اور پر از معلومات تقریر کی۔ کہ سب ہندو (سناتن دھرم) اور سکھ پبلک زبان حال سے پکارتی تھی۔ کہ تعلیم اور تقریر ایسی کو کہتے ہیں۔ مہاشہ صاحب نے آریہ سماج کی تعلیم کو پبلک کے سامنے طشت از بام کر دیا۔ اور اسلامی تعلیم کو ایسی احسن شکل میں پیش کیا۔ کہ سامعین عش عش کر اٹھے۔

مہاشہ صاحب کی تقریر کے وقت آریہ سماج کا جلسہ بالکل بے رونق تھا۔ تمام شہر کی پبلک مسجد میں آئی ہوئی تھی۔ مسجد کا صحن جو کہ اٹھارہ بیس مرلہ کے رقبہ میں ہے۔ کھچا کھچ بھرنے کے علاوہ پبلک مسجد کے باہر کھڑی تھی۔ اس کے بعد چودھری غلام احمد صاحب ایڈووکیٹ پاکپٹن نے پریم صاحب کے اعتراضات کا مفصل اور خوش اسلوبی کے ساتھ جواب دیا۔ اور ثابت کیا۔ کہ کوئی عقل مند اور اہل علم ایسے اعتراضات نہیں کر سکتا۔

اگلے روز مہاشہ صاحب کو پھر رکھ لیا گیا۔ اس خیال سے کہ شاید آریہ سماج اور ان کے پریم صاحب کا خون سرسرا آئے۔ اور مناظرہ کے لئے تیار ہو جائیں۔ مگر یہ ایک خیال تھا۔ احمدی فاضل کے سامنے کسی کو بولنے کی نہ جرأت ہوئی اور نہ ہونی تھی۔ پریم صاحب کی تقریر کے بعد ان کا پتہ نہیں چلا۔ کہ کہاں سمایت ہوئے۔ دوسرے پرچارک بھی ایک ایک دو دو کر کے رفو چکر ہو گئے۔ سچ ہے۔ جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔

اگلے روز مورخہ ۹ ۱/۳۳ کی شام کو مہاشہ محمد عمر صاحب کا لیکچر پھر مسجد میں کرایا گیا۔ جس میں رشی دیانند مہاراج صاحب کی اخلاقی تعلیم اور دیگر مذاہب کے بزرگوں کو دشنام دہی کے چند نمونے پیش کئے گئے۔ یہ لیکچر بھی کل کی طرح بہت مقبول اور پسند کیا گیا۔

سب پبلک اس بات کی معترف ہے۔ کہ لیکچر نہایت مہذبانہ طریق پر دیئے گئے۔ لیکچر کے بند ہوتے ہی کامیابی پر مبارک باد کے نعرے مسجد میں ہی بلند ہوتے تھے۔ مہاشہ صاحب نے دوران لیکچر میں آریہ سماج کو چیلنج دیا تھا۔ کہ میرے ساتھ سنسکرت کا مقابلہ کر لو۔ کل پیچھے سے باتیں نہ بنانا۔ کہ محمد عمر غلط پڑھتا تھا۔

ہر دو لیکچر شیخ محمد ابراہیم صاحب کی صدارت میں ہوئے۔ اس جلسہ کی کامیابی کا سہرا حسب ذیل اصحاب کے سر پر ہے۔ شیخ محمد ابراہیم صاحب۔ چوہدری رحیم بخش صاحب۔ شیخ مولا بخش صاحب۔ چوہدری فقیر محمد صاحب۔ مستری محمد الدین صاحب۔ یہ جلسہ اور کامیابی زیادہ تر ان اصحاب کی کوشش سے ہوئی ہے۔ اور انہی کی غیرت نے تمام اہل اسلام کو بیدار کیا۔ اور ثابت کر دیا ہے۔ کہ فرزندان توحید کے اندر اسلام اور بانئے اسلام کے لئے کافی غیرت ہے۔ ہم ان اصحاب کو تہ دل سے مبارک باد پیش کرتے ہیں:

(خاکسار سیکرٹری انجمن احمدیہ عارف والا ضلع منٹگمری)

مکرر وی پی آتے ہیں۔ جن دوستوں نے فاروق کے وی پی بابت بقایا چندہ واپس کر دیئے ہیں۔ ان کے نام دوبارہ اگلا پرچہ وی پی کیا جائیگا۔ وصول کریں۔ (مینیجر فاروق)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فاروق

قادیان دارالامان مورخہ ۲۱ر اکتوبر ۱۹۳۱ء

کلام الامام امام الکلام

عیسائیوں پر اتمام حجت

(از مسیح موعودؑ)

پادری وائٹ بریخت صاحب پر اتمام حجت

اور

میاں فتح مسیح کی دروغگوئی کی کیفیت

"ہم اپنے اشتہار ۲۴ر مئی ۱۸۸۸ء میں جو مطبع شمس الہند گورداسپور میں چھپا تھا۔ اسبات کو بتصریح بیان کر چکے ہیں۔ کہ میاں فتح مسیح واعظ عیسائی نے ملہم ہونے کا جھوٹا دعویٰ کر کے پھر ۲۱ر مئی ۱۸۸۸ء کے جلسہ میں تمام حاضرین کے روبرو جن میں معزز ہندو اور بٹالہ کے آریہ بھی تھے۔ اپنی دروغگوئی کا صاف اقرار کر دیا۔ اور بالمقابل الہامی پیشگوئیوں کے پیش کرنے سے بھاگ گیا۔ مگر افسوس کہ اس عیسائی صاحب نے ۱۴ر مئی ۸۸ء کے نور افشاں میں اپنی دروغگوئی کے چھپانے کے لئے یہ ظاہر کیا ہے۔ کہ میں نے الہام کا دعویٰ نہیں کیا تھا۔ مقام تعجب ہے کہ ان دیسی عیسائیوں کو جھوٹ بولنے سے ذرا بھی شرم نہیں آتی۔ بھلا کوئی ان سے پوچھے۔ اگر آپ نے ملہم ہونے کا دعویٰ نہیں کیا تھا۔ تو پھر کیوں ۲۱ر مئی ۸۸ء کے جلسہ میں رائے بشمبر داس صاحب رئیس بٹالہ اور بابو گوردت سنگھ صاحب مختار عدالت نے آپ کو ملامت کی۔ کہ ایسا جھوٹ کیوں بولا۔ اور کیوں ناحق لوگوں کو تکلیف دی۔ اور کیوں منشی محمد بخش صاحب مختار عدالت نے اسی جلسہ میں شہادتاً بیان کیا۔ کہ فتح مسیح انکار دعویٰ الہام میں بالکل جھوٹا ہے۔ اس نے میرے روبرو ایک مجمع کثیر میں اپنے ملہم ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ بھلا یہ بھی جانے دو۔ خود پادری وائٹ بریخٹ سے حلفاً دریافت کیا جائے کہ کیا ۱۸ر مئی ۱۸۸۸ء میں فتح مسیح نے پادری صاحب کے نام یہ چٹھی نہیں لکھی تھی۔ کہ میں نے بالمقابل الہامی ہونے کا دعویٰ کر دیا ہے۔ اب انصافاً سوچنا چاہیئے۔ کہ جس شخص کے مادہ میں اس قدر جھوٹ بھرا ہوا ہے۔ کیا وہ اس منصب کے لائق ہے۔ کہ عیسائی کلیسیا کی طرف سے دوسروں کے لئے واعظ ٹھہرے۔ پادری وائٹ بریخٹ صاحب اس شخص کی دروغگوئی کو خوب جانتے ہیں۔ اور حلفاً بیان کر سکتے ہیں۔ اسی وجہ سے ہم نے اپنے اشتہار ۲۴ر مئی ۱۸۸۸ء میں صاف لکھ دیا۔ کہ آئندہ ہم ایسے ایسے دروغ گویوں کو مخاطب بنانا نہیں چاہتے۔ ہاں اگر پادری وائٹ بریخٹ صاف طور پر جلسہ عام میں اقرار کر دیں۔ کہ الہامی طاقت عیسائی گروہ سے مسلوب ہے۔ تو پھر ہم ... سے کوئی الہامی پیشگوئی پیش از وقوع طلب کرنا چاہیں۔ تو ہم بدیں شرط جلسہ عام میں پیش کرینگے۔ کہ اگر ہماری پیشگوئی پیش کردہ بنظر حاضرین جلسہ صرف انکل اور اندازہ ہو۔ انسانی طاقتوں سے بالاتر نہ ہو۔ یا بالآخر جھوٹی نکلے۔ تو دو سو روپیہ ہرجانہ پادری صاحب کو دیا جائیگا ورنہ بصورت دیگر پادری صاحب کو مسلمان ہونا پڑیگا۔ لیکن پادری صاحب نے ایسے جلسہ میں آنا قبول نہ کیا۔ اور صاف گریز کر گئے۔ اور کوہ شملہ پر چلے گئے۔ حالانکہ ہم انہیں کے لئے ایک ماہ تک برابر بٹالہ میں ٹھہرے۔ غرض انہوں نے تو ہمارے مقابل پر دم بھی نہ مارا۔ لیکن اسکے میاں فتح مسیح نے ۹ر جون ۱۸۸۸ء کے اخبار نور افشاں میں چھپوا دیا ہے۔ کہ ہم اس طور پر تحقیق الہامات کے لئے جلسہ کر سکتے ہیں۔ کہ ایک جلسہ منعقد ہو کر چار سوال بند کاغذ میں حاضرین جلسہ میں سے کسی کے ہاتھ میں دیدینگے۔ وہ ہمیں الہاماً بتلائے جائیں۔ اس کے جواب میں اوّل تو یہ ظاہر کرنا ضروری ہے۔ کہ جیسا کہ ہم اپنے اشتہار ۲۴ر مئی ۱۸۸۸ء میں لکھ چکے ہیں۔ فتح مسیح جس کی طینت میں دروغ ہی دروغ ہے۔ ہرگز مخاطب ہونے کے لائق نہیں۔ اور اس کو مخاطب بنانا اور اس کے مقابل پر جلسہ کرنا ہر ایک راست باز کے لئے عار و ننگ ہے۔ ہاں اگر پادری وائٹ بریخٹ صاحب ایسی درخواست کریں۔ کہ جو نور افشاں ۷ر جون ۱۸۸۸ء کے صفحہ ۷ میں درج ہے۔ تو ہمیں بسر و چشم منظور ہے۔ ہمارے ساتھ وہ خدائے قادر و علیم ہے۔ جس سے عیسائی لوگ ناواقف ہیں۔ وہ پوشیدہ بھیدوں کو جانتا ہے۔ اور ان کی مدد کرتا ہے۔ جو اس کے خالص بندے ہیں۔ لیکن ہو و لعب کے طور پر اپنا نام لینا پسند نہیں کرتا۔ پس اگر پادری وائٹ بریخٹ صاحب ایک عام جلسہ بٹالہ میں منعقد کر کے اس جلسہ میں حلفاً اقرار کریں۔ کہ اگر مضمون کسی بند لفافہ کا جو میری طرف سے پیش ہو۔ دس ہفتہ تک مجھ کو بتلایا جاوے۔ تو میں بلا توقف دین مسیحی سے بیزار ہو کر مسلمان ہو جاؤں گا۔ اور اگر ایسا نہ کروں۔ تو ہزار روپیہ جو پہلے سے کسی ثالث منظور کردہ کے پاس جمع کرا دوں گا۔ بطور تاوان انجمن حمایت اسلام لاہور میں داخل کیا جاوے گا۔ اس تحریری اقرار کے پیش ہونے کے اور نیز نور افشاں میں چھپنے کے بعد اگر دس ہفتہ تک ہم نے لفافہ بند کا مضمون نبتلا دیا۔ تو ایفاء شرط کا پادری صاحب پر لازم ہوگا۔ ورنہ ان کے روپیہ کی ضبطی ہوگی۔ اور اگر ہم نبتلا نہ سکے۔ تو ہم دعویٰ الہام سے دست بردار ہو جائیں گے۔ اور نیز جو سزا زیادہ سے زیادہ ہمارے لئے تجویز ہو۔ وہ بخوشی خاطر اٹھالیں گے۔ فقط

المعلن

(خاکسار غلام احمد قادیانی ۹ر جون ۱۸۸۸ء)"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہودی مشن

رسالہ کذبات مرزا کا جواب

(از ماسٹر محمد علی صاحب اظہر)

(گذشتہ سے پیوستہ)

اس بات کا ثبوت کہ بنی اسرائیل کے قبیلے کشمیر اور اس کے نواح میں تھے۔ بائیبل سے بھی ملتا ہے۔ مندرجہ ذیل عبارتوں کا ملاحظہ ہو:۔

(۱) "استر کی کتاب ۱/۱ اخشویرس کے دنوں میں یوں ہوا۔ (یہ وہ اخشویرس ہے۔ جو ہندوستان سے کوش تک سلطنت کرتا تھا۔ ایک سو ستائیس صوبے اس کے عمل میں تھے) کہ ان دنوں میں جب اخشویرس اپنے تخت سلطنت پر جو قصر شوش میں تھا بیٹھا۔ اس نے اپنے جلوس کے تیسرے سال میں اپنے ارکانِ دولت اور اعیان سلطنت کی مہمانی کی۔ فارس اور مادہ کے حاکمان اور سب صوبوں کے رئیس اور امیر اس کے حضور حاضر ہوئے"

اس حوالہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اخشویرس کی حکومت ہندوستان سے لیکر کوش تک تھی۔ اور فارس اور مادہ بھی اس کی سلطنت میں شامل تھے۔

---

(۲) "استر ۳/۸-۹ ہامان نے چاہا۔ کہ مردکی اُمت یعنی سب یہودی لوگوں کو جو اخشویرس کی تمام مملکت میں رہتے تھے۔ ہلاک کرے۔ تب ہامان نے اخشویرس بادشاہ سے عرض کی۔ کہ حضور کی مملکت کے سارے صوبوں میں ایک قوم سب قوموں کے درمیان پراگندہ ہے۔ جو ہر کہیں ہے۔ اور اس کی شریعتیں سب قوموں کی شریعتوں سے متفرق ہیں۔ اور وے بادشاہوں کی شریعتوں پر عمل نہیں کرتے ہیں۔ سو بادشاہ کو مناسب نہیں کہ انہیں رہنے دیوے۔ اگر بادشاہ کی مرضی ہو۔ تو انہیں ہلاک کرنے کا حکم لکھا جاوے"

---

(۳) "استر ۹/۲۰ تا ۲۲ اور مردکی نے یہ سارا احوال لکھا۔ اور اس نے ان یہودیوں کے لئے جو اخشویرس بادشاہ کے صوبجات میں تھے۔ کیا نزدیک کیا دور سب کے لئے نامے بھیجے۔ کہ ان میں یہ بات مقرر ہووے کہ وے ادار مہینے کے چودھویں کو اور اسی کے پندرھویں دن کو بھی سال بہ سال مانا کریں۔ کہ ان دنوں میں یہودیوں نے اپنے دشمنوں سے رہائی پائی۔ اور اس مہینے میں ان کا دکھ سکھ سے اور ان کا ماتم عید کے دن سے مبدّل ہوا۔ اس لئے وے انہیں کھانے پینے اور خوشی کرنے اور آپس میں بخرہ بھیجنے اور غریبوں کو خیرات دینے کے دن جانیں"

اس کے علاوہ ایک اور طرز سے بھی ثبوت ملتا ہے کہ اسرائیلی فرقے کشمیر اور اس کے نواح میں آباد تھے انسانی فطرت کا خاصہ ہے۔ کہ جب وہ ایک جگہ سے ہجرت کر کے دوسری جگہ جا بستا ہے۔ تو اپنے پرانے وطن کی یادگاریں نئے وطن میں بھی قائم کرتا ہے۔ دیہات کے نام دیہات جیسے رکھتا ہے۔ اولادوں کے نام بزرگوں کے ناموں پر رکھتا ہے۔ قوموں اور قبیلوں کے نام ویسے ہی رکھتا ہے۔ اس اصل کے ماتحت کشمیر اور اس کے نواح کے لوگ اسرائیلی معلوم ہوتے ہیں۔ مثلاً:۔

(۱) سری نگر جو کشمیر کا دارالخلافہ ہے۔ جس کے معنی ہیں سری کی جگہ۔ یا سری کا مقام۔ یا سری کا گاؤں۔ یہ حضرت مسیحؑ کے واقعہ صلیب کی یادگار ہے۔ ملاحظہ ہو انجیل لوقا ۲۳/۳۳ "جب وہ اس جگہ پر پہنچے جسے کھوپری کہتے ہیں۔ تو وہاں اسے صلیب دی"

معلوم ہوتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات چونکہ سری نگر میں ہوئی تھی۔ اس لئے ان کی وفات کے بعد اس گاؤں کا یہ نام بطور یادگار صلیب رکھا گیا۔ ویسے گلگت کا نام بھی اسی یادگار میں معلوم ہوتا ہے کیونکہ کھوپری کی جگہ گلگت کا ہی ترجمہ ہے۔ دیکھو متی ۲۷/۲۳ "اور اس مقام پر جو گلگتا یعنی کھوپری کی جگہ کہلاتی ہے پہنچ کر پت ملی ہوئی مے اسے پینے کو دی"

(ب) تبت کا نام بھی اسرائیلی ہے۔ دیکھو ۱۔ تواریخ ۱۸/۸ "اور داؤد ہدد عزر کے شہروں طبحت اور کون میں سے بہت سا پیتل لایا"

(ج) کابل ملاحظہ ہو۔ ۱۔ سلاطین ۹/۱۳ "اور بولا اے میرے بھائی یہ کیا شہر ہیں۔ جو تو نے مجھے دیئے۔ اور اس نے ان کا نام "کابول" کا ملک رکھا۔ جو آج کے دن تک ہے"

ایسا ہی قبیلوں کے نام موسیٰ خیبل۔ داؤد زئی۔ یوسف زئی۔ اور پہاڑوں کے نام کوہ سلیمان اور تخت سلیمان اور کوہ مری وغیرہ رکھنا اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ اسرائیلی قومیں ان علاقوں میں آکر آباد ہوئیں۔ اور وہی نام ادھر آکر یادگار کے طور پر رکھ لئے۔ چونکہ مسیح کی آمد کے متعلق بائیبل میں پیشگوئی تھی۔ اس لئے یہ قومیں مسیح کی منتظر تھیں۔ ان علامات کو دیکھکر جو ان کی کتابوں میں مسیح کی پیدائش کے متعلق درج تھیں۔ وہ مسیح کی پیدائش کی جگہ پر پہنچے تھے۔ جس کا ذکر انجیل متی ۲/۱-۲ میں اس طرح پر موجود ہے:۔

"جب یسوع ہیرودیس کے زمانہ میں یہودیہ کے بیت لحم میں پیدا ہوا۔ تو دیکھو کئی مجوسی پورب سے یروشلم میں یہ کہتے ہوئے آئے۔ کہ یہودیوں کا بادشاہ جو پیدا ہوا ہے۔ وہ کہاں ہے۔ کیونکہ پورب میں اس کا ستارہ دیکھکر ہم اسے سجدہ کرنے آئے ہیں"۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہودیوں کی کتابوں میں یہودیوں کے بادشاہ یعنی مسیح کی پیدائش کا نشان کسی ستارے کا طلوع کرنا بتایا گیا تھا۔ جس کے طلوع پر وہ اسے دیکھنے کے لئے مشرق سے چلکر آئے۔ پس مسیح بھی اپنے فرض منصبی کا لحاظ رکھتے ہوئے مشرق میں تبلیغ کے واسطے آئے۔ اور کشمیر میں رہے۔ لہذا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے فرض منصبی کے لحاظ سے اپنا نام یسوع آسف رکھا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جو بعد میں یوز آصف بن گیا۔

---

(۳) کتاب اکمال الدین جسے لکھے ایک ہزار برس کے قریب ہو گئے۔ اس میں یوز آسف کے متعلق مندرجہ ذیل تحریریں موجود ہیں :-

(۱) وساری فی بلادٍ ومدائن کثیرۃ حتّٰی اتی ارضاً تسمّٰی قشمیر فسار فیھا واحیا منھا وممکث حتّٰی اتاہ الاجل الی خلع الجسد وارتفع الی النور وقبل موتہ دعا تلمیذاً لہ اسمہ یابد الذی کان یخدمہ ویقوم علیہ وکان رجلاً کاملاً فی الامور کلھا فاوصی الیہ فقال لہ قد دنا ارتفاعی عن الدنیا فاحفظوا بفرائضکم ولا تزیغوا عن الحق وخذوا بالنسک ثم امر یابد ان یبنی لہ مکاناً وبسط ھو رجلیہ وھیاء راسہ الی الغراب ووجہ الی الشرق ثم قضی نحبہ۔ ترجمہ :- وہ (یوز آسف) بہت سے ملکوں اور شہروں میں پھرتے ہوئے اس ملک میں آئے جس کا نام کشمیر ہے۔ اس میں پھرتے رہے۔ وہاں زندگی بسر کرتے رہے۔ اور وہاں ٹھیرے رہے۔ یہاں تک کہ موت کا وقت آگیا۔ اور انہوں نے خاکی جسم کو چھوڑا۔ اور نور کی طرف اُن کا رفع ہوا۔ اور اپنے مرنے سے پہلے انہوں نے اپنے ایک شاگرد یابد نامی کو بلایا۔ جو آپ کی خدمت کیا کرتا تھا۔ اور آپ کی خدمت میں حاضر رہتا تھا۔ اور کل امور میں کامل تھا۔ پس انہوں نے اس کو وصیت کی۔ اور فرمایا کہ میرا اس دنیا سے اُٹھنے کا وقت قریب آگیا ہے۔ سو تم اپنے فرائض اہتمام سے ادا کرنا۔ اور حق سے نہ مڑنا۔ اور عبادات کا پابند رہنا۔ پھر یابد کو حکم کیا۔ کہ میرے لئے ایک مکان یعنی مقبرہ بنا۔ اور اپنے پاؤں کو پھیلایا۔ سر مغرب کی طرف کیا اور منہ مشرق کی طرف۔ اور اپنی جان دیدی۔" ص ۳۵۸

اس کتاب میں یوز آسف کے مسیح ہونے کے متعلق کئی اشارے ہیں۔ ان میں سے ایک مندرجہ ذیل ہے :-

حتّٰی یبلغ قضارو اسعاً فرفع راسہ فرأی شجرۃ عظیمۃ علی عین ماء احسن ما یکون من الشجر واکثرھا فرعاً وغصناً واحلاھا ثمراً وقد اجتمع الیہ من الطیر مما لا یُعدّ کثرۃ فسر بذالک المنظر وفرح بہ وتقدّم الیہ حتّٰی اتی منہ وجعل یعتبرہ ویفسرہ الشجرۃ بالبشری التی دعا الیھا وعین الماء بالحکمۃ والعلم الطبو بالناس الذین یجتمعون الیہ ویقبلون منہ الدین"

ترجمہ :- یہاں تک کہ وہ (حضرت یوز آسف) ایک وسیع میدان میں پہنچے۔ اپنا سر اٹھایا۔ تو کیا دیکھتے ہیں۔ کہ ایک بڑا درخت ایک چشمہ کے کنارے پر کھڑا ہے۔ نہایت ہی خوبصورت۔ بہت شاخوں اور ٹہنیوں والا نہایت میٹھے پھل والا۔ اور اس پر بے شمار پرند جمع ہیں۔ پس وہ اس نظارہ سے بہت مسرور اور خوش ہوئے۔ اور اس درخت کی طرف بڑھے۔ یہاں تک کہ اس کے پاس پہنچے۔ اور درخت کی تعبیر اور تفسیر کرنے لگے۔ درخت کو انہوں نے اس بشریٰ سے مشابہت دی۔ جس کی طرف وہ لوگوں کو بلایا کرتے تھے۔ اور چشمہ آب کو علم اور حکمت سے مشابہت دی۔ اور پرندوں کو ان لوگوں سے جو آپ کے پاس جمع ہوتے۔ اور آپ کا دین قبول کرتے۔

مذکورہ بالا بیان میں لفظ "بشریٰ" قابل توجہ ہے اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ حضرت یوز آسف حضرت یسوع مسیح ہی تھے۔ عبرانی میں انجیل کو بشوریٰ کہتے ہیں۔ اور عربی میں بشریٰ اور اس کے معنی ہیں خوشخبری۔ اصل عبرانی نام بشوریٰ ہے۔ اور چونکہ عبرانی عربی سے پیدا ہوئی ہے۔ اس لئے بشوریٰ وہی لفظ ہے جس کو عربی میں بشریٰ کہتے ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ حضرت یوز آسف علیہ السلام انجیل کی طرف لوگوں کو بلاتے تھے۔ اور جو کتاب ان پر اتاری گئی تھی۔ اس کا نام بشریٰ تھا۔ جو انجیل کا عبرانی نام ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ حضرت یوز آسف حضرت یسوع مسیح کا ہی دوسرا نام ہے۔ اور دونو نام ایک ہی شخص کے ہیں ؛

پھر اس کتاب کے صفحہ ۳۴۷ پر یوز آسف کی تعلیم کی ایک مثال پیش کی گئی ہے۔ جو انجیل کی تعلیم سے بالکل ملتی ہے۔ لکھا ہے :- ان الزراع خرج یبذر ہ الطیب لیبذرہ فلما ملأ کفہ وقع بعضہ علی حافۃ الطریق فلم یلبث ان التقطہ الطیر ووقع بعضہ علی صفاء وقد اصابھا ندی وطیف فمکث حتّٰی اھتز فلما صارت عروقہ الی یبس الصفات مات ویبس ووقع بعضہ بارض ذات شوک۔ فنبت حتّٰی سنبل وکما ویثمر ثم عمرہ الشوک فابطلہ واما ما کان منہ فی الارض الطیبۃ وان کان قلیلاً فانہ سلم وطاب وزکا۔ فالزارع حامل الحکمۃ واما البذر فصوفۃ الکلام واما ما وقع علی حافۃ الطریق فالتقطہ الطیر فما کا یجاوز السمع منہ حتّٰی یصعد صفحاء واما ما وقع علی صخرۃ فیبس حین بلغت عروقہ الصفا فما استحلاۃ صاحبہ حتّٰی سمعہ بفراغ قلبہ ولم یفقھم واما ما نبت منہ فکاد یثمر فعمر الشوک فاھلکہ فما دعاہ صاحبہ حتّٰی اذا کان عند العمل بہ حقنہ الشھوات فاھلکتہ واما ما زکی وطاب وسلم منہ وانتفع بہ فما راٰہ البصر ودعاہ الحفظ وانفذہ العزم بقمع الشھوات وتطھیر القلب من دنسھا"

خلاصہ اس مثال کا اس طرح ہے۔ کہ جب کسان بیج بوتا ہے۔ تو کچھ دانے راستے پر گرتے ہیں۔ جو پرند چگ جاتے ہیں۔ کچھ پتھریلی زمین میں گرتے ہیں۔ اور جب ان کی جڑیں پتھر کی سطح تک پہنچتی ہیں۔ تو سوکھ جاتے ہیں۔ بعض دانے کانٹوں میں پڑتے ہیں۔ مگر جو دانے اچھی زمین میں پڑتے ہیں۔ وہ اُگتے ہیں۔ اور بڑھتے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور پھل لاتے ہیں۔ کسان سے مراد حکیم ہے۔ اور بیج سے مراد اس کے کلمات حکمت۔ جو دانے راستے پر گرتے ہیں۔ ان کی مثال ان حکمت کی باتوں کی طرح ہے۔ جو ایک کان میں آتی ہیں۔ اور دوسرے سے نکل جاتی ہیں۔ جو دانے پتھریلی زمین میں گرتے ہیں۔ وہ وہ حکمت کی باتیں ہیں۔ جو دل میں نہیں بیٹھتیں۔ جو دانے کانٹوں میں گرتے ہیں۔ ان سے مراد وہ کلمات حکمت ہیں۔ جن پر عمل کرنے سے انسان کو اس کے شہوات روکتے ہیں۔ جو دانے اچھی زمین میں گرتے ہیں۔ ان کی مثال ان حکمت کے کلموں کی طرح ہے۔ جو دل میں جڑ پکڑتے ہیں۔ اور اپنا پھل لاتے ہیں۔ اور انسان ان پر عمل کرنے سے نیک چلن انسان بن جاتا ہے ؛

یہ مثال انجیل متی ۱۳/۳ تا ۹ اور مرقس ۴/۳ تا ۹ اور لوقا ۸/۴ تا ۸ میں موجود ہے۔ ملاحظہ ہو۔ متی ۱۳/۳ تا ۹ "اور اس نے ان سے بہت سی باتیں تمثیلوں کے طور پر کہیں۔ کہ دیکھو ایک بونے والا بیج بونے نکلا۔ اور بوتے وقت کچھ دانے تو راہ کے کنارے گرے۔ اور پرندوں نے آکر انہیں چگ لیا۔ اور کچھ پتھریلی زمین پر گرے۔ جہاں انہیں بہت مٹی نہ ملی۔ اور گہری مٹی نہ ملنے کے سبب جلدی سے اُگ تو آئے۔ مگر جب سورج نکلا۔ تو جل گئے۔ اور جڑ نہ ہونے کے سبب سوکھ گئے۔ اور کچھ جھاڑیوں میں گرے اور جھاڑیوں نے بڑھکر انہیں دبا لیا۔ اور کچھ اچھی زمین میں گرے۔ اور پھل لائے۔ کچھ سو گنے۔ کچھ ساٹھ گنے۔ کچھ تیس گنے۔ جس کے کان ہوں۔ سن لے ؛

---

(۳۴) تاریخ طبری جلد ۲ صفحہ ۷۳۹ مطبوعہ مصر۔ (تیسری صدی ہجری۔ گویا ہزار سال پہلے کی کتاب ہے)۔

"عن ابن سلیم الکاہلی الانصاری ثم الزرقی قال کان علی امرأۃ منا نذر فتطہرت علی راس الحجون جبل یطیق من ناحیۃ المدینۃ قال فظہرت معہا اذا استوینا علی راس الجبل اذا قبر عظیم علیہ حجران عظیمان حجر عند راسہ وحجر عند رجلیہ فنہما کتاب بالمسند لا ادری ما ہو فاحتملت الحجرین معی حتی اذا کنت ببعض الجبل منہبطاً ثقلا علی فالقیت احدہما وہبطت بالاخرۃ فعرضتہ علی اہل السریانیۃ ہل یعرفون کتابہ فلم یعرفوہ وعرضتہ علی من یکتب بالزبور من اہل الیمن ومن یکتب بالمسند فلم یعرفوہ قال فلما لم اجد احداً من یعرفہ القیتہ فاتابوت لنا ممکث سنین ثم دخل علینا ناس من اہل ماہ من الفرس ینتخون الخزر فقلت لہم ہل لکم من کتاب فقالوا نعم فاخرجت الیہم الحجر فاذا ہم یقرؤنہ فاذا ہو ابکتابہم ہذا قبر رسول اللہ عیسی ابن مریم۔ ارسل الی ہذہ البلاد فاذا ہم کانوا اہلہا فی ذالک الزمان فاذا ہم عندہم فدفنوہ علی راس الجبل۔

ترجمہ:۔ ابن سلیم انصاری کہتے ہیں۔ کہ ہماری مستورات میں سے ایک عورت نے جبل حجاز پر جانے کی نذر مانی تھی۔ اس وجہ سے مجھے اس کے ساتھ اس پر جانیکا اتفاق ہوا۔ جب ہم پہاڑی کی چوٹی پر پہنچے۔ تو وہاں ایک بڑی عظیم الشان قبر دیکھی۔ جس کے دونوں طرف یعنی سر اور پاؤں کی جانب دو بڑے بڑے پتھر پڑے تھے۔ جن پر کچھ لکھا تھا۔ چونکہ میں اس کتبہ کو پڑھ نہ سکا۔ ان دونو پتھروں کو میں نے ساتھ اُٹھا لیا۔ اور اس وجہ سے کہ وہ پتھر بھاری تھے۔ میں نے ایک کتبہ کو اترتے ہوئے پہاڑ پر ہی پھینک دیا۔ دوسرا کتبہ جو میں ساتھ لایا تھا۔ میں نے اپنے ہاں کے سریانی عالموں اور اسی طرح بعد ازاں اہل یمن کے زبور نویسوں کی خدمت میں پیش کیا۔ اور اس وجہ سے کہ ان میں سے کوئی بھی اس کو پڑھ نہ سکا۔ وہ کتبہ ہمارے گھر میں کئی سال تک پڑا رہا۔ اور مدت کے بعد ہمارے یہاں ملک فارس کے چند اہل ماہ آئے۔ باتوں ہی باتوں اس کتبہ کا ذکر آگیا۔ تو میں نے ان کو یہ کتبہ نکال کر دیا۔ انہوں نے بتایا۔ کہ یہ ہمارے عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ علیہ السلام کی قبر کا کتبہ ہے۔ جو ہمارے بلاد میں رسول کر کے بھیجے گئے تھے۔ ان کے مرنے کے بعد ان کو اس پہاڑ پر دفن کیا گیا ہے۔ کتبہ پر یہ عبارت لکھی تھی "یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فارس اور اس کے نواح کے بلاد کی طرف رسول ہو کر آئے تھے۔ اور ادھر ہی ان کی قبر ہے

پس تاریخ طبری میں یہ مذکور ہونا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فارس کے بلاد کی طرف رسول ہو کر آئے تھے۔ اور ادھر ہی مدفون ہوئے۔ اور اکمال الدین کتاب میں یوز آسف کے کشمیر میں آکر رہنے اور فوت ہونے کا مذکور ہونا۔ اور تاریخ اعظمی کشمیر میں یوز آسف کی قبر سرینگر کشمیر میں ہونے کا ذکر اور ان تینوں کتابوں میں ان کے نبی ہونے کا ذکر۔ اور شہزادہ ہونے کا ذکر۔ اور غیر ملک سے آنے کا ذکر۔ اور اس کی تعلیمی مثالوں کا انجیلی مثالوں سے ملنا۔ اس کی کتاب کا نام بشریٰ ہونا۔ جس کے معنے انجیل کے ہیں۔ اور یوز کا لفظ یسوع سے مشابہ ہونا۔ اور آسف کے معنی تلاش کرنے والا ہونا بموجب متی ۱۵/۲۴ اور یوحنا ۱/۱۶ مسیح میں اس صفت کا پایا جانا۔ اور فارس افغانستان۔ کشمیر۔ تبت کے علاقوں میں بنی اسرائیل کی قوموں کا موجود ہونا۔ جن کی طرف مسیح کا آنا اپنے فرض منصبی کے لحاظ سے ضروری تھا۔ اور مسیح کا ابن داؤد ہونے کی وجہ سے شہزادہ کہلانا۔ یہ سب واقعات اس امر کی کھلی کھلی شہادت ہیں۔ کہ سری نگر محلہ خانیار میں جو یوز آسف نبی کی قبر ہے۔ وہ یسوع آصف یعنی اس یسوع کی قبر ہے۔ جو بموجب ارشاد الٰہی شام سے ہجرت کر کے مختلف بلاد کی سیاحت کرتے ہوئے۔ اپنی کھوئی ہوئی بھیڑوں کی تلاش کرتے ہوئے کشمیر سری نگر میں آکر اور یہیں مدفون ہوا۔ علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

(باقی دارد)

فاروق کیواسطے ایک خریدار اب ضرور دیں۔ یہ آپ کا تبلیغی پرچہ ہے۔ (مینجر فاروق)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خالصہ مشن

سیوا سنگھ کی بیہودہ سرائی کا جواب

"حج کعبہ"

بجواب

"گورو نانک اور طواف کعبہ"

سکھ عجیب کھوپڑی کے انسان ہیں۔ چاہے ان کو کتنی بار سمجھایا جائے۔ بار بار وہی کہتے چلے جائینگے۔ جو ان کے دماغ میں سمائی ہوئی ہو۔ سچ تو یہ ہے۔ کہ سکھ اور عقل کی آپس میں اس قدر دشمنی ہے۔ کہ ان دونوں کا ایک جگہ جمع ہونا محال ہے۔ حال ہی میں لاہور کے کسی سکھ نے فرضی تصویر شائع کی۔ جس میں دکھایا گیا کہ گورو نانک صاحب کے پاؤں کی طرف کعبہ گھوم رہا ہے۔ جس کو گورنمنٹ نے مسلمانوں کے جذبات کا خیال رکھتے ہوئے ضبط کرلیا۔ بس کیا تھا۔ سکھ اخباروں نے آسمان سر پر اٹھالیا۔ اور ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی۔ کہ فی الواقعہ ہی گورو نانک صاحب نے کعبہ کو اپنے پاؤں کے نیچے گھما دیا تھا۔

اس لئے آج میں سکھ صاحبان کے اعتراضوں کا جواب تحریر کرتا ہوں۔ جو وہ اپنے دعویٰ کے ثبوت میں پیش کیا کرتے ہیں۔ چنانچہ اس وقت میرے سامنے ایڈیٹر خالصہ سماچار کا تصنیف کردہ ٹریکٹ "گورو نانک صاحب اور طواف کعبہ" پڑا ہے۔ جس میں ایڈیٹر صاحب نے نہایت گندہ ذہنی سے کام لیتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو گالیاں دی ہیں۔

خالصہ ایڈیٹر صاحب کے اعتراضوں کا جواب

خالصہ: "معلوم ہوتا ہے۔ کہ جب مردانہ نے گورو صاحب کو ہندوؤں کے تیرتھوں اور پنڈتوں۔ پوجاریوں سنیاسیوں۔ جوگیوں کو راہ راست پر لاتا دیکھا۔ تو اس کے دل میں خیال آیا۔ کہ کاش یہ عرب کے اُمّی نبی کے ملک میں تشریف لے جاتے۔ اور دن میں پانچ دفعہ منارے پر چڑھکر "اللہ اکبر" کی آواز دینے والوں کو سنگ اسود کی پرستش سے نہ ہٹاتے۔ اور خدا کا کعبہ کی چار دیواری میں ہونے کا خیال خام مسلمانوں کے دلوں سے اٹھاتے۔" ص ۲ و ۳

احمدی: ۔ کوئی مسلمان حجر اسود کی پوجا نہیں کرتا اور نہ ہی خدا تعالیٰ کو کعبہ شریف کی چار دیواری میں مقید مانتا ہے۔ یہ آپ کا سراسر جھوٹ ہے۔ پرستش کے معنے ہیں اپنی آرزوئیں پیش کرنا اور دکھوں سے نجات مانگنا۔ اور نفع حاصل کرنے کے لئے دعا کرنا۔ حجر اسود سے نہ کوئی مدد مانگتا ہے۔ اور نہ اس سے نفع چاہتا ہے۔ اور نہ اس کا کسی اسلامی عبادت میں ذکر ہے۔ پتھر تو ایک پتھر ہی ہے۔ جو نہ کسی کو نفع اور نقصان دے سکتا ہے۔ شاید آپ نے بوسہ دینے کو عبادت سمجھ لیا ہو۔ سو یہ غلط ہے۔ اس طرح تو پھر جو دوست کے خط کو چومتے ہیں۔ وہ اس خط کے پرستش کرنے والے ٹھہریں گے اور سب لوگ بیاہی ہوئی عورتوں کے عابد اور خدا کو سجدہ کرنے والے لوگ زمین کے پوجاری ماننے پڑیں گے۔ صرف یہ ایک تصویری زبان میں پیشگوئی ہے۔

آپ کا یہ کہنا کہ کعبہ کی چار دیواری میں خدا کو محدود ماننا یہ بھی سراسر افترا ہے۔ جھوٹے پر خدا کی لعنت ہو۔ کعبہ کو خدا کا گھر کہنے کا یہ مطلب نہیں۔ کہ وہ وہاں پر محدود ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ سنو غور سے سنو۔ میں آپ کے گھر سے ہی سمجھاتا ہوں۔ امرت سر دربار صاحب میں "اکال تخت" "اکال بنگہ" "ہر کی پوڑی" وغیرہ استھان موجود ہیں۔ اکال تخت کے معنے ہیں خدا کا تخت اور اکال بنگہ کے معنی ہیں خدا کا گھر اور ہر کی پوڑی یعنی خدا کی سیڑھی اگر کوئی سکھ ہی اعتراض کردے۔ کہ کیا اکال تخت پر خدا براجمان ہے۔ اکال بنگہ میں خدا رہتا ہے یا خدا محدود ہے۔ اور خدا کی سیڑھی کا کیا یہ مطلب ہے۔ کہ خدا اس پر اترتا چڑھتا ہے۔ اور کیا وہ محدود ہے تو جو آپ اس کا جواب دیں۔ وہی ہمارا جواب سمجھیں۔ ہم آپ کی طرح گالیوں پر نہیں اتریں گے۔ معقول طریق دلائل براہین سے جواب دیں گے۔

جناب کا مسلمانوں کو بُت پرست کہنا بھی ایک جہالت ہے۔ جبکہ گرنتھ صاحب کے مصنف بُت پرست اور گورو ارجن اور گوبند سنگھ دیوی پوجک تھے۔ دیکھو گرنتھ صاحب میں مورتی پوجا کا ذکر بھی موجود ہے۔ اور مسلمانوں کو توحید پرست بتایا گیا ہے

"مسلمان کا ایک خدائے" گرنتھ صاحب

آپ تو مسلمانوں کو مشرک بتا رہے تھے۔ لیکن تمہاری مقدس کتاب میں مسلمانوں کو توحید پرست بتایا گیا ہے۔

گرنتھ صاحب میں مورتی پوجا

گرنتھ صاحب کے مصنف وہ کے قریب قریب ہیں۔ جن کی بانیوں (کلام) میں بھی اکثر اختلاف ہے۔ کوئی مورتی پوجا کا کھنڈن کرتا ہے۔ کوئی تائید۔ کوئی مسلمانوں کو مسجد کا پوجاری بتاتا ہے۔ اور کوئی توحید پرست۔ غرض گرنتھ صاحب کیا ہے۔ ایک ایسی نرالی ہے۔ جس میں سے سب کچھ مل آتا ہے۔ خیر اس جگہ ان باتوں کا کوئی تعلق نہیں۔ صرف ہم یہ بتانا چاہتے ہیں۔ کہ بھائی سیوا سنگھ صاحب کی مقدس کتاب میں مورتی پوجا کی تعلیم موجود ہے۔ بانی جگت نام دیو جی میں لکھا ہے:۔

دودھ کٹورے گڈوے پانی
کپل گئے نامے دُہے آنی
دودھ پیئو گوبند رائے
دودھ پیئو میرو من پتیائے
نہیں تے گھر کو باپ رسائے
سوئن کٹوری امرت بھری
لے نامے ہر آگے دھری

ارہاؤ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک بھگت میرے ہردے بسے
نامے دیکھ نارائن ہسے
دودھ پیایئے بھگت گھر گیا
نامے ہر کا درشن بھیا

(بانی بھگت سری نام دیو جی گرنتھ صاحب آدی)

ترجمہ:۔ بھگت نام دیو نے ٹھاکر (بت) کو بھوگ لگانے کے لئے گائے کا دودھ دوہ کر کٹورے میں ڈال کر کہا۔ اے میرے گوبند رائے (میرے ایشور) دودھ پیئو۔ جب آپ پی لیں گے۔ تو میرا دل خوش ہوگا۔ ورنہ میرا نانا جی مجھے خفا ہوگا۔ سونے کی کٹوری میں دودھ رکھا اور دعا کی۔ تب نارائن جی (مورتی نے) نے دودھ پی لیا۔ اور بہت خوش ہوئے۔

پھر اسی قصہ کو بھائی گوردیال جی اس طرح لکھتے ہیں۔

گم کتے پیو چلیا نام دیو نوں آکھ سدھایا
ٹھاکر دی سیوا کریں دودھ پیاون کہ سمجھایا
نام دیو اشنان کر کپل گائے دوہے کے لے آیا
ٹھاکر کو نہوال کے چرنودک لے تلک چڑھایا
ہتھ جوڑ بینتی کرے دودھ پیو جی گوبند رایا
ہچھیو کرار ادھیا ہوئے دیال درس دکھلایا
بھری کٹوری نام دیو نے ٹھاکر نوں دودھ پیایا
گائے موئی جیوالین نام دیو دا چھپر چھایا

(وار ۱۵ پوڑی ۱۱ صفحہ ۸۷)

ترجمہ:۔ باپ کہیں کام کو چلا۔ تو بھگت نام دیو کو کہہ گیا۔ کہ ٹھاکر (بت) کی سیوا کرنا۔ اور دودھ پلانا۔ اس نام دیو نے خود نہا کر اور بت کو نہلا کر تلک لگا کر دودھ اس کے سامنے رکھا۔ اور عرض کی۔ اے میرے ایشور دودھ پیئو۔ الغرض جب نام دیو نے نہایت عقیدت سے پتھر کی پوجا کی۔ تو ایشور نے ظاہر ہو کر دودھ پی لیا:

ناظرین غور فرمائیں ایڈیٹر صاحب بیت اللہ نام ہونے پر خدا تعالیٰ کو محدود بتلاتے تھے۔ لیکن یہاں پر ایشور جی مہاراج دودھ پی رہے ہیں۔ کیا بھائی سیوا سنگھ جی غور فرمائیں گے۔ اور پھر مورتی پوجا کی تائید ان کی مذہبی کتابوں سے نکل رہی ہے۔ پھر دھنا بھگت کے متعلق یوں لکھا ہے:۔

"براہمن پوجے دیوتے دھنا گیو چراون آوے
دھنے ڈٹھا چلت اہیہ پوچھے براہمن آکھ سناوے
ٹھاکر دی سیوا کرے جو اچھا سوئی پھل پاوے
دھنا کر دا جو دڑی ہیں دیہہ اک بدھ بھاوے
پتھر اک لپیٹ کر دے دھنے نوں گیں چھوڑاوے
ٹھاکر نوں نہوال کر چھا روٹی لے بھوگ چڑھاوے
ہتھ جوڑ منت کرے پیریں پے پے بہت منا وے
ہوں بھی موہے نہ جو ٹھاکر نوں اوٹھا ہیں کہو سکھاوے
گو سائیں پرتکھ ہوئے روٹی کھاہے چھپا موہ لاوے

(وار ۱۵ پوڑی ۱۳ صفحہ ۸۸)

ترجمہ:۔ دھنا بھگت گائیں چرا رہا تھا۔ تو اس نے براہمن کو مورتی پوجا کرتے دیکھا۔ دھنا کے پوچھنے پر براہمن نے کہا۔ کہ مورتی کی پوجا کرنے والا جو مراد چاہیگا۔ اس کو ملیگی۔ تب دھنے کے مانگنے پر اس نے ایک پتھر پوجا کے لئے اس کو دیا۔ تب دھنا اس پتھر کو نہلا کر روٹی اور چھاچھ اس آگے رکھ کر پوجا کرنے لگا۔ اور پاؤں پر سر رکھ کر منانے لگا۔ تب بڑی مشکل سے ایشور ظاہر ہوا۔ اور اس نے (ایشور نے) اچھا چھ پی اور روٹی کھائی۔ سیوا سنگھ صاحب کو انصاف سے غور کرنا چاہیئے۔ کہ کعبہ میں ہم ایشور کو محدود مانتے ہیں یا آپ۔ یہاں پر ایشور پر تکھ ہوتا ہے۔ اور روٹی وغیرہ بھی کھاتا ہے۔ اور مورتی پوجا بھی پر سدھ ہے:

بھائی سیوا سنگھ صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا سوال لکھکر جواب دیتے ہیں:۔

سوال:۔ بابا نانک صاحب ضرور حج کے لئے مکہ گئے تھے۔

جواب سیوا سنگھ:۔ مرزا صاحب نے گورو نانک صاحب کے مکہ تشریف لے جانے کی علت غائی حج کرنا بتائی ہے۔ لیکن اپنے دعویٰ کے ثبوت میں جو عبارت جنم ساکھی سے رقم فرمائی ہے۔ وہ یوں ہے:۔

"ایک سمے مردانے نے سری گورو جی آگے ہتھ جوڑیا اور ارداس کیتی۔ ہے سچے پاتشاہ جی عرب دیش کیسا تاں سری گورو کہیا۔ مردانیاں دیکھنا ہے تاں تینوں دکھا لیا وال گے۔ تاں پھر گورو انگت جی سری گورو جی میرے نائیں آکھیا۔ کیوں بھائی بالا مردانہ کی آکھدا ہے۔ تاں میں آکھیا گورو جی جیوں تساڈی رضائے۔ تاں گورو نانک جی اوتھوں جاندے جاندے عرب دیس وچ جائے پراپت ہوئے"۔ مرزا کی پیش کردہ یہ گواہی بتاتی ہے۔ کہ گورو نانک صاحب نے حج کے خیال سے سفر مکہ اختیار نہیں کیا۔ بلکہ مردانہ کی استدعا پر۔ انہوں نے فرمایا کہ مردانہ اگر تیری خواہش ہے۔ تو تجھے مکہ دکھا دینگے۔ مرزا کی یہ خود پیش کردہ گواہی بزبان خود اس کے دعویٰ کو جھٹلاتی اور اس تحریر کو بے بنیاد ٹھہراتی ہے"

(گورو نانک اور طواف کعبہ صفحہ ۴)

(۱۱) ایڈیٹر صاحب نے حضرت صاحب کا نام کیسی کمینگی سے لکھا۔ اگر اس میں ذرا بھی شرم و حیا کا مادہ ہوتا۔ تو کبھی ایسا نہ کرتا۔ ہمارا ہمیشہ یہی دستور رہا ہے۔ کہ ہم جب کبھی ان کے بزرگوں کا نام لیتے ہیں۔ تو نہایت عزت و احترام سے لیتے ہیں۔ لیکن یہ بد تہذیب کیسی گستاخی سے حضور کا نام لیتا ہے۔

(۱۲) بھائی صاحب نے حضرت صاحب کے سوال کا جواب دیتے وقت جو عبارت پیش کی ہے۔ وہ حضرت نے ہرگز اس دعویٰ کے ثبوت میں پیش نہیں کی۔ ایڈیٹر صاحب کا فرض تھا۔ کہ حوالہ تحریر فرماتے۔ ہم جناب کو چیلنج کرتے ہیں۔ کہ آپ مندرجہ بالا عبارت حضرت صاحب کی جو آپ نے اس دعویٰ کے ثبوت میں پیش کی ہو دکھا دو۔ تو ایک **سو روپیہ انعام** دیں گے۔ ورنہ شرماؤ۔ اور اپنی زبان درازی پر پشیمان ہو۔ ناظرین غور فرمائیں۔ جب کہ یہ عبارت ہی حضرت صاحب کی اس دعویٰ کی ثبوت میں نہیں۔ تو ایڈیٹر صاحب کا جواب غلط ہو گیا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اعتراض بحال رہا۔ کہاں ہیں ماسٹر ادتم سنگھ صاحب بی اے جو اس بھائی کی اس تحریر پر ناز کرتے تھے۔ خدا کے فضل سے ان ٹریکٹوں کی دھجیاں نہ اڑا دوں تو کہنا:

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس کے بعد آپ ایک مسلمان مصنف کی گواہی پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں "بابو محمد یوسف صاحب اپنی کتاب "جنم ساکھی گورو نانک" میں گورو صاحب کے مکہ میں جانے کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ کہ آپ (گورو نانک صاحب) ۱۵۱۸ء میں خاص مکہ معظمہ میں وارد ہوئے۔ اور سفر کی تکلیف سے تھکے ماندے ہو کر سو گئے۔ اتفاق سے آپ کے پاؤں خانہ کعبہ کی طرف ہو گئے۔ جب صبح نمودار ہوئی۔ تو کعبہ کے خادموں سے ایک نے گورو صاحب کو اس حالت میں دیکھکر کہا۔ کہ تم کون ہو۔ جو کہ ایسی گستاخی سے بیت اللہ کی طرف پاؤں پھیلائے ہوئے ہو۔ اس وقت آپ کی عمر ۵۰ سال کی تھی۔ گویا اپنی وفات سے ۲۰ سال پہلے آپ نے عرب کا سفر کیا۔ جب نوجوان خادموں نے اس طرح کہا۔ تو آپ نے فرمایا۔ اینما تولوا فثم وجہ اللہ۔ یعنی جس طرف منہ کرو۔ بس اللہ کی ذات ہے" (طواف کعبہ صفحہ ۶)

ناظرین یہ ہے گواہ بھائی سیوا سنگھ صاحب کا۔ اب اس پر جرح کرنا ہمارا فرض ہے۔

(۱) اس گواہ کا سارا بیان جو اوپر درج ہے۔ پڑھ جاؤ۔ کہیں نہیں لکھا۔ کہ کعبہ پھر گیا تھا۔

(۲) سیوا سنگھ کا گواہ بتاتا ہے۔ جس دن آپ مکہ پہنچے آپ کی عمر ۵۰ سال تھی۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ دیکھو جنم ساکھی بالا صفحہ ۱۵۷ میں سفر مکہ معظمہ کے وقت آپ کی عمر پونے انتالیس برس کی لکھی ہے۔ لیکن سیوا سنگھ کا گواہ ۵۰ سال بتاتا ہے۔

(۳) "اتفاق سے آپ کے پاؤں کعبہ کی طرف ہو گئے" قابل غور ہے۔

(۴) گورو نانک کو بیت اللہ کے لفظ سمجھنے میں غلطی لگی جو کہ ایڈیٹر صاحب کو بھی لگی ہوئی ہے۔ جس کا جواب اوپر آچکا ہے۔ تبھی تو آپ نے قرآن کریم کی آیت پڑھی اور یہ عین اسلام کے عقیدہ کے مطابق تھی۔

ایڈیٹر صاحب نے تو گواہ اپنی تائید میں پیش کیا تھا۔ لیکن وہی اس کے بیان اس کے مخالف ہو گئے خوب ؎

لو خود ہی اپنے دام میں صیاد آ گیا

اس کے آگے آپ حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ کا ایک کشف لکھتے ہیں:۔

"بخدا کعبہ زمین سے اپنی بنیادوں کے ساتھ ابیا مرفوع ہو گیا۔ جیسا کہ انسان جبکہ اپنے مکان سے اٹھنے کا ارادہ کرتا ہے۔ تو اپنے کپڑے جمع کر لیتا ہے مجھے ایسا معلوم ہوا۔ کہ کعبہ نے اپنی دیواریں جمع کر لیں تاکہ مجھ پر حملہ کرے۔ اور اس وقت ایک ایسی حسین عورت کی شکل میں نمودار ہوا۔ کہ میں نے ایسی حسین شکل کبھی نہیں دیکھی تھی۔ الخ"

جواب:۔ یہ حضرت ابن عربیؒ کا کشف ہے۔ اگر اس کشفی حالت میں گورو نانک نے کعبہ پھرایا ہو۔ تو ہمیں ماننے میں کوئی عذر نہیں۔ ایسے واقعات اولیاء اللہ سے ہوا کرتے ہیں۔ اور کئی ایک بزرگوں کے ایسے قصہ تذکرۂ اولیاء میں درج ہیں۔ اگر آپ اس کو اس طرح مان لیں جس طرح حضرت ابن عربی علیہ الرحمت کا واقعہ ہے۔ تو اس سے آپ کے سارے اعتراض باطل ہو گئے۔ اور یہ ایک نئی دلیل گورو نانک کے مسلمان ہونے کی قائم ہو گئی۔ کیونکہ ایسے واقعات مسلمان صوفیاء سے ہی ہوا کرتے ہیں۔ اگر پہلے ہی یہ مان لیتے۔ تو اتنی لکھنے لکھانے کی کیا ضرورت تھی۔ لیکن آخر بھائی سیوا سنگھ جو ہوئے۔ اگر عقل کو پاس تک پھٹکنے دے۔ تو اس کا نام ہی سکھ نہیں۔ اپنے مخالف ہی تحریر شائع کر دی۔ گویا سکھوں پر تو یہ ظاہر کیا۔ کہ دیکھو میری کتنی بڑی معلومات ہے۔ کہ میں نے مسلمانوں کی کتابوں میں کعبہ کا پھرنا ثابت کر دیا۔ لیکن دوسری طرف سکھوں کے تمام دعوؤں کا بیڑا غرق کر دیا۔ اور بتا دیا۔ کہ گورو نانک نے اس طرح کعبہ پھیرا۔ جس طرح ابن عربی نے۔ تو ظاہر ہوا۔ دونوں کا ہی کشفی نظارہ ہے ظاہر نہیں +

پھر آپ نے ایک مسلمان شاعر کا شعر نقل کرتے ہوئے بتایا ہے۔ اس واقعہ کو ہندو مسلمان چشم دید واقعہ کی طرح مانتے آئے ہیں۔ وہ شعر یہ ہے ؎

تو وہ کعبہ ہے کہ کعبہ نے کیا تیرا طواف
ظاہر و باطن تیرا مانند آئینہ ہے صاف صفحہ

جواب:۔ اس کا جواب اوپر کشف میں آچکا ہے اسی طرح کعبہ نے بابا نانک کا طواف کیا۔ جس طرح مسلمان اولیاء اللہ کا کیا۔ گورو نانک کے لئے کوئی خصوصیت نہیں۔ بلکہ یہ ان کے مسلمان ہونے کی دلیل ہے۔ آپ تو مسلمانوں کی گواہی پیش کرتے تھے۔ جس کا جواب ہم نے دے دیا ہے۔ لیکن تمہارے بھائی گیانی دت نے بھی کعبہ پھرنے کا انکار کیا۔ دیکھو نانک پربھود صفحہ ۲۴۳-۲۴۴

پھر میکالف صاحب جن کی تحریریں سکھوں میں معتبر تسلیم کی جاتی ہیں۔ انہوں نے بھی کوئی رائے قائم نہیں کی۔ صفحہ ۱۴۸ +

پھر آپ گورو نانک کی کرامتوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ کہ حضرت محمد صلعم نے تو کفار کو معجزہ دکھانے سے انکار کیا تھا۔ لیکن گرو نانک نے کبھی انکار نہیں کیا۔

جواب:۔ جناب من معجزہ کوئی مداری کا تماشہ نہیں۔ یہ تو خدا کے اختیار میں ہیں۔ جب چاہے۔ دکھائے دیکھو آپ کو تعصب نے اس قدر اندھا کر دیا ہے۔ کہ اعتراض کرتے وقت یہ بھی نہیں سوچتے۔ کہ یہی اعتراض ہم پر بھی وارد ہوتا ہے۔ چنانچہ جب گورو تیغ بہادر سے حضرت اورنگ زیب رحمۃ اللہ نے معجزہ طلب کیا تو گورو جی نے یہ کہکر ٹال دیا۔ کہ کرامات نام قہر کا ہے۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ کرامات قہر کو نہیں کہتے۔ محض ٹالنے کے لئے ایک بہانہ بنایا۔ اور مارے شرم کے سوائے اس سے اور کوئی چارہ نہ تھا۔ کہ خودکشی کر لیتے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا ایک طرف تو کرامات کو قہر بتا کر ٹالا۔ اور دوسری طرف اپنے بیٹے کو خط لکھا۔ کہ جب میں اورنگ زیب کے سامنے گیا۔ تو میرا بل چھوٹ گیا۔ یعنی روحانیت اڑ گئی۔ اور معجزہ دکھانے سے قاصر رہا ہوں اور اپنے سکھ کو حکم دیا۔ کہ تلوار مار کر میرا سر تن سے جدا کر دو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ حضرت نبی کریم نے صاف کہدیا۔ کہ میں علم غیب نہیں جانتا۔ جس طرح خدا مجھ کو کہتا ہے۔ ویسا ہی میں تم کو سنا دیتا ہوں۔ اور نہ میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خدا کی طرح قدرت رکھتا ہوں۔ میں تو صرف اس کا بندہ اور رسول ہوں۔ لیکن تمہارے گورو نے تو جیلے بہانے بنائے۔ اور ٹالنے کی ناکام کوشش کی۔ آخر مارے شرمندگی کے خودکشی کر لی۔ اور آج مسلمانوں کو ناحق بدنام کیا جاتا ہے ؛

کیا گورو نانک صاحب کعبہ شریف کی طرف پاؤں کر کے سوئے

اب قابل غور بات یہ ہے۔ کہ کیا گورو نانک صاحب کعبہ شریف کی طرف جو کہ مسلمانوں کی مقدس جگہ ہے پاؤں کر کے سوئے۔ اگر سوئے تو انہوں نے ایسی فضول و بیہودہ لغو حرکت کیوں کی۔ کیونکہ یہ ایک اخلاقی جرم ہے۔ کہ کسی کے مذہبی استھان کی جس کی خاطر وہ اپنی ہر ایک چیز قربان کر دینے کو تیار ہے۔ ہتک کی جائے۔ کیا کوئی ایسا شخص جو کہ اہل مذہب ہو۔ اس بات کو برداشت کر سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ بت پرست تک یہ برداشت نہیں کر سکتا۔ کہ اُن کی مورتیوں کو پاؤں کے نیچے روندا جائے۔ اگر گورو نانک صاحب نے ایسی ناواجب حرکت کی۔ تو سکھوں کو خاص کر سیوا سنگھ کو خوش نہ ہونا چاہیئے۔ بلکہ اپنے گورو کی کرتوت پر رونا چاہیئے ؛

اگر یہ کہا جائے۔ کہ یہ حرکت آپ نے مسلمانوں کے اس عقیدہ کے کھنڈن کرنے کے لئے کی جو کعبہ کو بیت اللہ کہتے تھے۔ تو اس کے جواب میں عرض ہے کہ اوّل تو مسلمان بیت اللہ میں خدا کو محدود نہیں مانتے۔ اگر گرو نانک نے یہ سمجھا تو غلط سمجھا۔ یہ اسی طرح ہے۔ جس طرح کوئی اکمال تخت کو خدا کا تخت سمجھکر اس کی ہتک شروع کر دے۔ یا اکمالی بنگلہ کو خدا کا گھر سمجھکر اس کی توہین کرے۔ اس کا جواب اوپر آچکا ہے۔ اگر بفرض محال مسلمان یہی مانتے جو کہ بقول آپکے گورو صاحب سمجھے۔ تو بھی یہ سمجھانے کا طریق غلط اور بے ہودہ تھا۔ چاہیئے تو یہ تھا۔ کہ ان کو وعظ و نصیحت کر کے سمجھاتے۔ نہ پاؤں کر کے سو جاتے۔

---

(۲) کعبہ شریف کے پھرنے کا کوئی چشم دید گواہ نہیں بلکہ بھائی بھی جس کی جنم ساکھی سب سے پہلی تواریخ ہے۔ وہ بھی آپ کے ساتھ اس سفر میں نہ تھا۔ بھائی گردداس نے بھی اس کے ساتھ ہونے کا کہیں ذکر نہیں کیا۔ معلوم آپ سنی سنائی بات جنم ساکھی میں لکھی دیکھکر کیوں خوش ہو رہے ہیں۔ آپ کا فرض ہے۔ کہ پہلے چشم دید گواہ پیش کرو۔ یا گورو صاحب کی خودنوشت تحریر پیش کرو۔ ورنہ چپ ہو جاؤ۔ غلط روایات پیش کر کے مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس مت لگاؤ۔

(باقی آئندہ)

(گیانی واحد حسین۔ شیر سنگھ۔ قادیان)

دیانندی مشن

بدن نہ ہووے زیر گر دل گر کوئی میری سنے
ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے

بھگوان اندر کے دربار میں دیانند
— اور —
لیکھرام کا تر سکار

ایک سناتن دھرمی کا خواب

ناظرین اکتوبر سنہ رواں کا رسالہ "آریہ مسافر" میرے ہاتھ میں تھا۔ اور میں اس میں سے ایک مضمون "خدا کا دربار مرزا غلام احمد کس کافر ستادہ تھا" پڑھ رہا تھا۔ جس میں دیانندی پریم نے اپنی شرافت کا ستیاناس کر کے کسی شیطان کو مسلمان بنا کر اس کا خواب سنایا ہے۔ اور اس میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام پر نہایت ہی کمینہ اعتراض کئے ہیں۔ جن کو پڑھکر مجھ کو از حد رنج اور دکھ ہوا۔ میں اسی فکر میں تھا۔ کہ اس شیطانی خیال کا جواب کیا دیا جائے۔ کہ اچانک ایک سناتن دھرمی بھائی نے میرے دل کو تسکین دی۔ اور اپنا ایک خواب بیان کیا۔ اور پھر شاستروں سے پریم کے خواب کی تعبیر بیان کی۔ پہلے ان کا خواب ہدیہ ناظرین ہے۔ پھر پریم کے خواب کی تعبیر بھی لکھی جائیگی۔

خواب میں ہندو کہتا ہے۔ ایک جگہ آریہ سماج کا جلسہ تھا۔ بڑے بڑے وِدوان جلسہ پر آئے تھے۔ زور شور سے تقاریر ہو رہی تھیں۔ شام کے وقت منتری جی نے اعلان کیا۔ کہ آج رات کو پنڈت منہ پھٹ جی مہاراج کا لیکچر ہوگا۔ تمام نرناری کی سیوا میں پرارتھنا ہے۔ کہ سمہ پر پدھار کر لابھ اٹھاویں۔

رات کے نو بجے ہیں۔ آریہ سماج میں خوب چہل پہل ہے۔ بہت سے نرناری لیکچر کی خوشی میں جوق در جوق آریہ سماج مندر میں آ رہے ہیں۔ ٹھیک نو بجے پنڈت منہ پھٹ جی مہاراج کا لیکچر شروع ہوا۔ پنڈت جی نے اپنے لیکچر میں پہلے سناتن دھرم کے سدھانتوں کا کھنڈن کیا۔ اور پورانوں کے بنانے والوں کو دھورت اور نشاچر کہا۔ پھر دوسرے مذہب کے بزرگوں یعنی عیسائی۔ مسلمان اور جینیوں۔ سکھوں کے خلاف اپنی زبان کھولی۔ اور اس قدر گالیاں دیں۔ کہ سارے پنڈال میں شور برپا ہو گیا۔ آخر پردھان جی نے جلسہ کو بند کر دیا۔

میں بھی جلسہ کے بند ہونے کی وجہ سے اپنے گھر کی طرف چل دیا۔ میری طبیعت لیکچر کی وجہ سے سخت پریشان تھی۔ دل پر ایک گہرا اثر تھا۔ کیونکہ پنڈت جی نے اپنے لیکچر میں اس قدر بکواس کیا تھا۔ کہ جس کی وجہ سے مجھے سخت تکلیف تھی۔ آخر دیر کے بعد اپنے گھر پہنچا۔ پلنگ پر جا لیٹا۔ لیکن نیند تھی۔ کہ آنے کا نام نہیں لیتی تھی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سناتنی ہندو کا خواب

تین بجے کے قریب میری آنکھ لگ گئی۔ اچانک میں اپنے آپ کو ایک بڑے وسیع میدان میں دیکھتا ہوں۔ جو کہ سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے۔ اور اس کے چاروں طرف گلاب کے پھول اپنی شوبھا دے رہے ہیں۔ اس کے درمیان میں ایک بڑا سا چبوترہ ہے۔ جس پر ایک میز ہے۔ اور اس کے ارد گرد چند کرسیاں رکھی ہوئی ہیں درمیان کی کرسی پر ایک بہت ہی وجیہہ اور سریر چیز دھارن کئے ہوئے مہاتما بیٹھے ہیں۔ اور باقی کرسیوں پر بھی چند آدمی بیٹھے ہوئے ہیں۔ جو کہ چہروں اور لباس سے رشی معلوم ہوتے ہیں۔ اچانک جنوب کی طرف سے شور سنائی دیا۔ لوگ حیران ہو کر اس طرف دیکھنے لگے۔

اتنے میں بہت سی گالیاں دیتے والے آدمی ایک موٹے سے ننگے سادھو کو ہتھکڑی اور بیڑیاں ڈالے ہوئے لا رہے ہیں۔ میں بھی اس ڈر سے کہ کوئی مجھے دیکھ نہ لے ان کی نظروں سے اوجھل ہو کر ایک کونہ میں جا چھپا۔ اتنے میں وہ سپاہی اس سادھو کو اس چبوترہ کے پاس لائے۔ اور اس کرسی نشین بزرگ کے اشارے سے اس کو ایک جنگلہ میں بند کر دیا۔ اس کے بعد اس بزرگ نے جو کہ بعد میں معلوم ہوا۔ کہ اندرجی مہاراج ہیں یم سے کہا۔ کہ کہو اس کے خلاف کیا کیا الزامات ہیں۔ لیکن پیشتر اس کے کہ تم بیان کرو۔ ملزم کی ہتھکڑی اور بیڑیاں اتار دو۔ چنانچہ سپاہیوں نے اس حکم کی تعمیل کی۔

اس کے بعد اندرجی مہاراج نے اس سادھو سے کہا۔ کہ کہو بابا (سادھو) تمہاری طرف سے کون مقدمہ کی پیروی کریگا۔ کیا تم خود بحث کروگے یا ہم سرکاری خرچ پر کسی کو وکیل مقرر کر دیں۔ اندر مہاراج کے فرمانے کے بعد باباجی نے ایک کمانے اور بھیانک روپ آدمی کی طرف اشارہ کیا۔ کہ یہ مہاراج میرے مقدمہ کی پیروی کرینگے۔ اندر نے اس سے پوچھا۔ تم کون ہو۔ اس نے ہاتھ باندھکر عرض کیا۔ کہ مہاراج میرا نام "کل یگ" ہے۔ اور چونکہ میرا اس کے ساتھ گہرا دوستانہ ہے۔ اس لئے میں دوستی کی وجہ سے اس کے مقدمہ کی پیروی کروں گا۔ اندر مہاراج نے حکم دیا۔ کہ اس کو ایک کرسی سادھو بابا کے پاس دے دی جائے۔ تاکہ یہ دونو بیٹھکر مشورہ وغیرہ کریں۔

اس کے بعد اندر مہاراج نے یم راج کی طرف مخاطب کر کے کہا کہ اب مقدمہ کی کارروائی شروع ہوتی ہے۔ تم کھڑے ہو کر دعویٰ پیش کرو۔ کہ سادھو بابا کے خلاف کیا کیا الزامات ہیں۔ اندر مہاراج کے حکم کے مطابق یم راج جی مہاراج کھڑے ہوئے اور یوں اپنا بیان شروع کیا۔ کہ مہاراج ملزم ایک عادی مجرم ہے۔ اس کو جھوٹ اور چھل کپٹ کی عادت بچپن سے ہی ہے۔ چنانچہ اس کے چال چلن کے متعلق جو وہاں کے تھانیدار نے رپورٹ کی ہے وہ حضور کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

ملزم نے اب اپنا نام دیانند ولد اہیا شنکر قوم اودیچ برہمن رکھا ہوا ہے۔ حالانکہ اس کا اصل نام جیسا کہ دیانند چھل کپٹ درپن میں لکھا ہے۔ شوبھن ولد ہربھجن ہے۔ یہاں اودستھا میں یہ ایک چوہدری کے لڑکے کے ساتھ کچھ زیورات چرا کر گھر سے بھاگ آیا تھا۔ اور پھر مدت تک ادھر ادھر آوارہ پھرتا رہا۔ اس کا اشتہار دیا گیا۔ تو پولیس کے گرفتار کرنے پر سپاہیوں کو دھوکہ دیکر ان کی حفاظت سے بھاگ گیا۔ اور بہروپ بدل کر سادھو بن گیا۔ تاکہ دوبارہ کہیں پکڑا نہ جائے۔ بالآخر سنیاس لے لیا۔

پھر اس نے ایک کتاب لکھی۔ جس میں وید شاستر تتھا تیرتھ اور مہاتماؤں کی سخت نندا کی۔ لیکن خود یہ سنیاسی دھرم کے اصولوں کو چھوڑ کر بنگلوں میں رہا کرتا تھا۔ خوب اچھے اچھے کپڑے پہنتا تھا۔ سوار۔ تمباکو۔ خوب اڑاتا تھا۔ اور موٹے تازے ہونے کے لئے مگدر پھرایا کرتا تھا۔ برہمچاری ہونے کے باوجود کشتہ۔ سیاہ ابرک کثرت سے کھایا کرتا تھا۔ اور کبھی کبھی بھنگ کا لوٹا بھی چڑھا جایا کرتا تھا۔ اور سب سے بڑھکر یہ جرم کیا ہے۔ کہ یوگ جیسا پوتر مسئلہ ویدوں میں گھسیڑ دیا ہے۔ کہ ایک پتی برتا استری گیارہ غیر مردوں سے اولاد حاصل کرنیکے لئے ہمبستر ہو سکتی ہے۔ اور علاوہ ازیں مورتی پوجا مرتک شرادھ کو اویدک بتایا ہے۔ اور تمام بزرگوں اور رشیوں اور دیوتاؤں کو ٹھگ اور دھوکے باز اور زانی لکھا ہے مہاراج یہ وہ مختصر الزامات ہیں۔ جن کا یہ سادھو دیدہ دانستہ مرتکب ہوا ہے۔

یم راج کے بعد اندرجی مہاراج نے سادھو بابا سے کہا۔ کہ تم اس کے متعلق کیا کہنا چاہتے ہو۔ پیشتر اس کے کہ باباجی کچھ بیان کریں۔ پھر کل یگ جی مہاراج کھڑے ہو گئے۔ اور کہنے لگے۔ کہ مہاراج یہ سارے الزامات جو یم راج جی مہاراج نے میرے دوست پر لگائے ہیں یہ سب ٹھیک اور سچ ہیں لیکن اب وہ ان تمام الزامات سے جو اس پر لگائے گئے ہیں افسوس کرتا ہے۔ اس لئے میں حضور اور حاضرین عدالت کی معرفت میں پیش ہو کر التجا کرتا ہوں۔ کہ اس کو معاف کر دیا جائے۔ ابھی کل یگ یہ کہہ ہی رہا تھا۔ کہ اندرجی مہاراج نے عدالت برخاست کر دی۔ اور حکم دیا کہ ملزم کو ہتھکڑی و بیڑیاں ڈال کر سب سے نیچی حوالات میں لے جا کر بند کر دو۔ سپاہیوں نے حکم کی تعمیل کی۔ اور اندر مہاراج بمع رشیوں کے برہم لوک کو چلے گئے۔ اور مقدمہ ایک ہفتہ کے لئے ملتوی کر دیا۔

(باقی دارد)

(مہاشہ محمد عمر مولوی فاضل)

۲۲ر اکتوبر ۳۳ء یوم التبلیغ ہے۔ اس روز ہر ایک احمدی دوست کو سارا دن تبلیغ سلسلہ میں گذارنا چاہیئے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ضروری اعلان

ہم کو اخبارات سے معلوم ہوا ہے۔ کہ احرار ہمارے علاقہ میں کوئی اپنی پارٹی قائم کرنا چاہتے ہیں۔ اس وقت تک احرار کا کوئی فرد بھی اس علاقہ میں نہیں۔ اور آئندہ کے لئے بھی ہم نہیں چاہتے۔ کہ کوئی ایسی پارٹی ہمارے علاقہ میں پیدا ہو۔ جس کے وجود سے فساد کا اندیشہ ہو۔ ہم احرار کی سرگرمیوں کے بالکل خلاف ہیں۔ اور ان کو تنبیہ کرتے ہیں۔ کہ وہ اس علاقہ میں آنے کی ہرگز کوشش نہ کریں۔ اور گورنمنٹ سے بھی پُرزور درخواست کرتے ہیں۔ کہ اگر وہ اس قسم کا ارادہ کریں۔ تو ان کو فوراً روک دیا جائے۔ کیونکہ اس سے امن عامہ میں خلل کا اندیشہ ہے۔

مورخہ ۱۵ر اکتوبر ۱۹۳۳ء

خاکسار

چوہدری محمد علی نمبردار بھینی بانگر۔ چوہدری اللہ بخش نمبردار بھینی بانگر۔ سردار نتھا سنگھ نمبردار صلاح پور چوہدری بڈھا نمبردار بسراواں۔ چوہدری عطا محمد نمبردار بسراواں۔ چوہدری سلطان بخش نمبردار پیروشاہ چوہدری تیرتھ رام سکنہ بوٹر۔ مہر نوردین قادیان۔ مہر بھلی قادیان۔ سردار گوردت سنگھ رام گڑھیہ قادیان معلّاں بقلم خود۔ چوہدری عبدالرحمٰن سربراہ نمبردار قادیان۔ چوہدری پیر محمد نمبردار ننگل باغباناں۔ چوہدری غلام محمد نمبردار ننگل باغباناں۔ چوہدری قطب الدین نمبردار ننگل باغباناں۔ سردار ہرنام سنگھ نمبردار بھنگواں۔ سردار اتیتر سنگھ نمبردار پنڈوری۔ سردار لبھپن سنگھ ممبر سمال ٹاؤن کمیٹی قادیان۔ چوہدری دولت رام شرما سمال ٹاؤن کمیٹی قادیان۔ سردار بہادر سنگھ رام گڑھیہ قادیان۔ مراد علی خاں راجپوت۔ قادیان۔ چوہدری ٹھاسر براہ نمبردار قادر آباد۔ چوہدری بابو زمیندار سکنہ احمد آباد۔ چوہدری محمد اکبر نمبردار شیکری والا۔ چوہدری غلام حیدر نمبردار تلونڈی جھنگلاں سردار ویر سنگھ قادیان۔ سردار چرن سنگھ قادیان بقلم خود۔ چوہدری حسین بخش خاں راجپوت قادیان۔ چوہدری رحمت علی خان راجپوت قادیان۔

(اخبار دارالاسلام پر بھی قادیان میں ہر قسم کی پرزہ دیشنری کھول کر فاروق منزل قادیان سے شائع کیا)

حب اٹھرا (اگودبھری) (رجسٹرڈ)

مولانا حکیم نورالدین رضی اللہ عنہ شاہی طبیب کا ستر سالہ مجرب نسخہ حبِ اٹھرا گورنمنٹ آف انڈیا سے نظام جان اینڈ سنز کے لئے رجسٹرڈ ہو چکا ہے۔ جو دوسری جگہ سے نہیں مل سکتا۔ اگر آپ کو اولاد کی خواہش ہے تو یہی حبِ اٹھرا رجسٹرڈ گھر میں استعمال کرائیں۔ اگر آپ نے بے اولادی کا اندھیرا دور کرنا ہے۔ تو حبِ اٹھرا رجسٹرڈ ضرور استعمال کرائیں۔ حبِ اٹھرا امراض اٹھرا کا تریاق ہے۔ اٹھرا کی شناخت حمل گر جاتے ہیں۔ مردہ مردہ بچے پیدا ہوتے ہیں۔ پیدا ہو کر مر جاتے ہیں۔ اٹھارہ سال تک نہیں پہنچتے۔ حبِ اٹھرا رجسٹرڈ رحم کی تمام کمزوریاں دور کرتی ہے۔ بچہ کو طاقتور بناتی حمل کو گرنے سے روکتی اور پیدائش میں بھی آسانی ہوتی ہے بچہ اور والدہ کے لئے تریاق ہے۔ قیمت فی تولہ عہ۔ مکمل خوراک ۱۱ تولہ۔ یکدم منگوانے پر صرف ۱۰ روپیہ علاوہ محصول۔ نصف منگوانے پر صرف محصول معاف۔

المشتہر

نظام جان اینڈ سنز دواخانہ معین الصحت قادیان

دولتمند ہونیکا آسان طریقہ

انگلینڈ۔ امریکہ۔ جرمنی۔ جاپان کی ڈیڑھ سو دستکاریاں جو بغیر مشینوں کے چل سکتی ہیں۔ ان کو سکھانیکے لئے محبان وطن کی کوشش سے کالج جاری ہو گیا۔ اور فی الحال صرف پچاس لڑکوں کے داخلہ کا انتظام ہے۔ کورس ۶ ماہ کا جنکو سیکھنے کے بعد سرمایہ بھی دیا جائیگا یا ڈیڑھ سو روپیہ ماہوار تک تنخواہ۔ تفصیلات کیواسطے پانچ پیسہ کا ٹکٹ روانہ کرو۔ پرنسپل انڈسٹریز کالج بلیماران دہلی۔

قادیان میں احتجاجی جلسہ

لوکل انجمن احمدیہ قادیان منعقدہ ۹/۱۰/۳۳ میں زیر صدارت حافظ غلام رسول صاحب وزیرآبادی امام مسجد اقصیٰ مندرجہ ذیل ریزولیوشن بالاتفاق پاس ہوئے۔

(۱) ہم احمدیہ پبلک قادیان کو یہ معلوم کر کے از حد صدمہ ہوا ہے۔ کہ دی گراموفون کمپنی لمیٹڈ بمبئی نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعض نظمیں گراموفون کے ریکارڈوں میں نہایت نازیبا طریقہ پر بھروائی ہیں۔ یعنی اس کلام کو جو لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی خشیت پیدا کرنے کے لئے لکھا گیا تھا۔ ڈھولک اور باجہ کے ساتھ گا کر کھیل کے رنگ میں پیش کیا گیا ہے۔ ہم یہ واضح کر دینا چاہتے ہیں۔ کہ تمام احمدی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام اور ہر ایک تحریر کو مقدس یقین کرتے ہیں۔ اور اس امر کو ہرگز گوارا نہیں کر سکتے۔ کہ ہمارے آقا کے مقدس کلام کی کسی طرح سے توہین کی جائے۔ یا اسے کسی نازیبا طریق پر پبلک کے سامنے پیش کیا جائے۔ اس لئے ہم گورنمنٹ سے پرزور مطالبہ کرتے ہیں۔ کہ وہ ایسے ریکارڈوں کو ضبط قرار دیکر ان کی فروخت فوراً بند کر دے۔ تاکہ اس فعل سے حکومت کی وفادار رعایا کے ایک حصہ کے مذہبی جذبات کو جو صدمہ پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ وہ دور ہو۔ اور بے چینی پیدا نہ ہو۔

(۲) نیز قرار پایا۔ کہ اس ریزولیوشن کی نقول سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز۔ ناظر امور عامہ۔ گورنمنٹ بمبئی۔ احمدیہ پریس اور کمپنی مذکورہ کو بھجوائی جائیں۔

(محمد اشرف جنرل سیکرٹری لوکل انجمن احمدیہ قادیان)

ہر قسم کی کتب سلسلہ و قرآن مجید و حمائل فاروق بک ایجنسی قادیان بذریعہ وی پی منگا کر فائدہ حاصل کریں۔

(منیجر فاروق)